حضرت موسیٰؑ کی ہجرتِ مدین سے متعلق قرآنی تعلیمات اور بائبل کا تقابلی مطالعہ

A Comparative Analysis of the Quranic and Biblical Narratives of the Migration of Prophet Musa (AS) to Madyan

*ضیاءالرحمان

**ڈاکٹر حافظ حفاظت اللہ

Abstract

The present paper explores two different versions of an important event from the life of prophet Musa Alaihe Salam(AS).The under study event is related to the migration of Prophet Musa (AS) from Egypt to Madyan which took place when the Prophet was in his youth and before the conferment of his Prophet hood .The study gives a comparative analysis of the two holy books (i.e. the Noble Quran and the Bible).The qualitative textual analysis of the two versions shows that there is a great deal of difference found in the two books. The findings show that the major events have been contextualized differently mainly because of the approach towards the killing of a man by the Prophet Musa (AS) as Quran consider it killing unintentionally while the Bible regards it as killing intentionally. Finally, the Quranic version of the narratives seems more logical than the Biblical one.

....

* پی ایچ۔ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پشاور۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور۔

حضرت موسیٰؑ کافی عرصہ تک شاہی تربیت میں رہ کر جوانی کی عمر میں پہنچ گئے تو انتہائی مضبوط اور طاقتور جوان نکلے۔ بارعب چہرے اور خاص گفتار سے شانِ عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ ان کو یہ پتہ چلا تھا کہ وہ اسرائیلی ہے اور مصری خاندان سے ان کا کوئی قرابتداری کا رشتہ نہیں ہے۔ جب وہ یہ دیکھتا کہ بنی اسرائیل پر سخت قسم کے مظالم ہو رہے ہیں اور غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں تو ان کا خون جوش کرتا اور وقتاً فوقتاً بنی اسرائیل کی مدد بھی فرماتے تھے۔[1] چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: "وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ۔۔۔۔ لِلْمُجْرِمِينَ"[2]

"اور جب موسیٰؑ بھرپور توانائی کو پہنچے اور ہر لحاظ سے توانا ہو گئے، تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا، اور نیکو کاروں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ اور شہر میں لوگوں کی بے خبری کے وقت داخل ہوا کہ وہاں کے باشندے بے خبر تھے پس وہاں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا (جن میں سے) ایک موسیٰؑ کے گروہ سے تھا اور دوسرا مخالفین میں سے تھا، ایک تو موسیٰؑ کی قوم کا تھا جب کہ دوسرا اُن کے دشمنوں میں سے تھا تو اُس کی قوم والے شخص نے اس دشمن کی قوم والے آدمی کے مقابلے میں آپ سے مدد مانگی، تو موسیٰؑ نے ان کے سینہ میں گھونسہ مارا، پس اس کی زندگی کا فیصلہ کر دیا، تو موسیٰؑ کہنے لگے یہ شیطانی حرکت ہے، بے شک وہ کھلا دشمن اور گمراہ کرنے والا ہے موسیٰؑ بولے: اے میرے رب! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو میری مغفرت فرما، چنانچہ اللہ نے ان کی مغفرت فرمادی، بے شک وہ معاف کرنے والا مہربان ہے، موسیٰؑ نے کہا: اے میرے رب آپ نے مجھ پر انعام کیا ہے، پس میں کبھی بھی مجرموں کا پشت پناہی کرنے والا نہیں بنوں گا"[3]۔

اگرچہ موسیٰؑ سے یہ قتل ناگہانی تھا اور موسیٰؑ کا اس میں کوئی جرم نہیں تھا تاہم ایک آدمی اس کے ہاتھ سے ضائع ہو گیا اور اس پر بہت افسوس کیا اور اس کو شیطانی کام کہہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش مانگی۔[4]

واضح رہے کہ حضرت موسیٰؑ کا اپنی زبان سے یہ کہنا (انی ظلمت نفسی) ہر گز اثباتِ جرم کے مترادف نہیں یہ تو کامل لوگوں کی عام سی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی معمولی سی بے احتیاطی کو بڑی خطاو غلطی سمجھتے ہیں۔[5]

حضرت موسیٰؑ نے گزشتہ رات اس کشمکش میں گزاری کہ دیکھیں کہ کل والے واقعہ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے اسی کے متعلق ارشاد الٰہی ہے: " فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ۔۔۔۔۔ مِنَ الْمُصْلِحِينَ "[6]

"دوسرے دن صبح کے وقت موسیٰؑ خوف کی حالت میں شہر کو آئے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی شخص جس نے کل اس کو مدد کے لئے پکارا تھا، وہ پھر ان کو فریاد کے لئے پکار رہا ہے، تو موسیٰؑ نے کہا تم تو کھلم کھلا بے راہ ہے، جب

موسیٰؑ نے اس شخص کی طرف ہاتھ بڑھایا جو دونوں کا دشمن تھا تو وہ اسرائیلی کہنے گا، اے موسیٰ! کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو جیسے کہ تم نے کل ایک آدمی کو مارا ہے۔ تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین پر جابر بن جاؤ اور یہ نہیں چاہتے ہو کہ نیکوکاروں میں سے ہو جاؤ"۔

اگلے دن جب وہ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی آج ایک دوسرے قبطی سے جھگڑ رہا ہے۔ اس نے موسیٰؑ کو دیکھ کر آج بھی مدد کی درخواست کی تو موسیٰؑ نے جواب میں فرمایا کہ تو بڑا بیہودہ آدمی ہے یعنی تیرا ہر روز کسی کے ساتھ تو جھگڑا ہوتا ہے۔ اس کے بعد موسیٰؑ جب قبطی کو پکڑنے کے ارادے سے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ وہ مجھے پکڑنا چاہتا ہے تو فوراً بولا: اے موسیٰؑ! جس طرح کل آپ نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا، اسی طرح آج مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ جب قبطی نے اس گفتگو کو سن لیا تو فوراً فرعون کے دربار میں یہ بات پہنچائی کہ کل کے قتل کا قاتل موسیٰؑ ہے، تو فرعون اور اس کے مشیروں نے حضرت موسیٰؑ کے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ ادھر فرعون کے رشتہ داروں میں سے ایک آدمی موسیٰؑ کے پاس آیا اور فرعون اور اس کے دربار والوں کے فیصلے سے آگاہ کیا اور اس شہر سے نکلنے کا مشورہ بھی دیا۔[7]

قبطی اگرچہ حربی کافر تھا اور اس کا قتل عملاً حالتِ جنگ میں جائز اور موجبِ اجر ہوتا ہے، لیکن حالتِ امن میں معاہدہ قولی، معاہدہ تحریری یا معاہدہ عملی کی صورت میں عمداً قتل کرنا ناجائز ہوتا ہے۔ یہاں پر قتل کا ارادہ نہیں تھا بلکہ اسرائیلی سے ظلم کو دفع کے لیے ہاتھ سے مارا تھا جو عادۃ سببِ قتل نہیں ہوتا مگر قبطی کی جان نکل گئی۔ اس پر حضرت موسیٰؑ کو یہ احساس ہوا کہ دفع ظلم کے لیے اس سے کم درجہ کی ضرب بھی کافی تھی۔ یہ مارنا میرے لیے اچھا نہیں تھا اس لیے اس کو شیطان کا عمل قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی۔[8]

اس قبطی کا قتل اس کے حربی ہونے کی وجہ سے مباح تھا اور اس سے مقصد تادیباً ظلم کو دفع کرنا تھا لیکن موسیٰؑ نے کمالِ خوف سے خلافِ اولیٰ کو بھی گناہ قرار دے دیا۔[9] بہر حال قرآنِ پاک میں حضرت موسیٰؑ کے مصر سے نکلنے کو بیان کیا گیا ہے ارشادِ الٰہی ہے:

"اور ایک آدمی شہر کی دور والی کنارہ سے دوڑتا ہوا آیا (اور) کہا کہ موسٰی دربار والے آپ کے قتل کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں، پس تم نکل جاؤ یہاں سے، میں تمہارا بھلائی چاہنے ولا ہو، پس وہ وہاں سے خائف (انداز میں) دیکھتا ہوا نکلا اور کہا اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما"۔

حضرت موسیٰؑ اس شخص (آل فرعون میں سے مومن آدمی) کی رائے و مشورے پر عمل کر کے مصر سے نکلے اور مدین کی طرف چل دیئے جو ملکِ شام کا شہر ہے اور یہ علاقہ فرعونی حکومت میں شامل نہیں تھا۔ اس زمانے میں ہر شخص بغیر پاسپورٹ اور ویزے کے دوسرے ملک اور شہر میں جا سکتا تھا۔ موسیٰؑ کو چونکہ راستہ معلوم نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ سے خیر کی امید باندھ کر یہ دعا کی۔

عسیٰ ربی ان یھدینی سواء السبیل۔ (امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ بتادے گا)

حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کوئی رہبر نہیں تھا اور وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے چلتے چلتے مدین پہنچ گئے۔[10]

قرآن مجید دورانِ سفر کے تفصیلی حالات کو ذکر نہیں کرتا تاہم وہاں مدین پہنچے کے بعد کے حالات کو ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:" وَلَمَّا تَوَجَّهَ -------- فَقِيرٌ" [11]

"جب موسیٰؑ نے مدین کی طرف جانے کے لئے رخ کیا تو عرض کی: اُمید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھا رستہ دکھائے اور جب مدین میں پانی والی جگہ پہنچے تو وہاں لوگوں کے ہجوم کو دیکھا (وہ اپنے چارپایوں کو) پانی پلا رہے تھے اور (وہاں) ان لوگوں کے ایک جانب دو عورتیں دیکھیں جو (اپنی بکریوں کو روکے ہوئی) کھڑی تھیں۔ موسیٰ نے کہا (اُن سے) تمہارا کیا مسئلہ ہے (کہ اپنے جانوروں کو پانی نہیں دے رہیں) اُنھوں نے کہا: کہ جب تک (دوسرے) چرواہیں اپنے مویشیوں کو واپس نہ لے جائیں، ہم پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارا باپ بوڑھا ہے پس آپ نے خود ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا، پھر وہاں سے ہٹ کر چھاؤں میں آیا اور کہا: اے میرے رب تو جو خیر مجھ پر اتارے، میں اس کا محتاج ہو"[12]۔

بہر حال موسیٰؑ دس دن کے طویل سفر کے بعد تھکاوٹ کی حالت میں مدین کے کنویں پر پہنچے۔ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ وہاں آپ نے ان لوگوں کے علاوہ دو عورتوں کو پایا جو اپنے جانوروں کو پانی پر جانے سے منع کر رہی تھیں تو حضرت موسیٰؑ ان سے فرمانے لگے: قَالَ مَا خَطْبُكُمَا[13] "کہنے لگے تم دونوں کا کیا حال ہے" یعنی تم اپنے جانوروں کو پانی پر جانے سے کیوں روک رہی ہو حالانکہ انھیں بھی پانی کی ضرورت ہے تو دونوں نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا کہ ہم اپنے جانوروں کو اس لیے روک رہی ہیں کہ یہ چرواہے فارغ ہو کر واپس چلے جائیں تو باقی ماندہ بچا کھچا پانی ہم بھی اپنی بکریوں کو پلائیں اور مزید یہ بھی فرمانے لگیں کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ وہ مشقت کے کام کرنے کے قابل نہیں ہے لہٰذا مجبوری کی بناء پر جانوروں کے چرانے اور دیکھ بھال

کی ذمہ داری ہمیں کرنا پڑتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ اگرچہ طویل سفر کر کے سخت تھکے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود انھوں نے ان لڑکیوں کی مدد کو ضروری سمجھا اور اس نے جانوروں کے لیے پانی نکال کر پلایا اور پھر آپ سائے کی طرف کسی درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔

حضرت موسیٰؑ نے کئی روز (۱۰ یا ۷ دن) تک کھانا نہیں کھایا تھا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ خیر (خوراک) کی دعا کی کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے۔[14] تو تھوڑے سے وقت کے بعد ان دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکی آئی کہ والد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ تم نے جو ہمارے لئے پانی پلایا تھا اس کی تم کو اُجرت دیں۔ ارشادِ الٰہی ہے: **"فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي۔۔۔ وَكِيلٌ"**۔[15]

" اتنے میں دونوں عورتوں میں سے ایک شرم و حیاء کے ساتھ چلتی ہوئی آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا: میرے والد تجھ کو بلاتا ہے، تاکہ تم کو اس کام کا صلہ دے جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا، جب موسیٰؑ ان کے پاس آئے اور ان کو تمام احوال بیان کیں، تو جواب میں کہا: اب نہ ڈر، تو نے ظالم قوم سے نجات پائی۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا: اباجی! ان (موسیٰؑ) کو اجرت پر رکھیئے؛ کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔ ان کے باپ نے کہا: کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ کروں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو۔ اگر تم نے دس سال پورے کئے، تو یہ تمہاری طرف سے ہو گا، اور میں تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتا، تم مجھے صالحین میں سے پاؤ گے، موسیٰؑ نے کہا: کہ ان دونوں وعدوں میں سے میں نے جس کو پورا کیا، مجھ پر زیادتی نہیں ہو گی، اور جو قول و قرار ہم نے کیا اس پر اللہ نگہبان ہے"۔

حضرت شیخِ مدین کی بیٹی نے حضرت موسیٰؑ کی طاقت و قوت کا اندازہ اس ڈول کو تنہا کھینچ کر نکالنے سے کیا تھا جو کئی آدمی مل کر نکالتے تھے اور ان کی امانتداری کا اندازہ اس نے اس سے لگایا تھا کہ جب موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ آپ میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے جسم پر میری نظر نہ پڑے۔[16]

جب شیخ مدین حضرت موسیٰؑ کے حالات سے باخبر ہوگئے تو فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے موجود دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ کروں اس شرط پر کہ آپ میرے لیے بطور اجرت آٹھ سال بکریاں چرائیں گے۔ اگر آپ نے دس سال پورے کئے تو آپ کی طرف سے احسان ہو گا اور میں آپ پر

کسی قسم کی سختی (باتوں، مراعات، دس سال پورے کرنے میں) نہیں کروں گا۔ ان شاء اللہ آپ مجھے نیکو کاروں میں سے پائیں گے، تو موسیٰؑ نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور فرمایا کہ ان دونوں مدتوں میں سے جس کو بھی میں پورا کر لوں یعنی آٹھ سال یا دس سال پورے کر لوں تو آپ مجھے اس سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کریں گے۔[17]

یہاں پر یہ واضح رہے کہ مذکورہ بالا واقعہ میں بکریوں کے چرانے کی خدمت کو حق مہر ٹھہرایا گیا ہے۔ کسی معلوم مدت تک (آٹھ سال یا دس سال) بکریوں کا چرانے کا بطورِ مہر مقرر ہونا فقہ اسلامی کی رو سے جائز ہے۔ اس لیے کہ اگر یہ بکریاں اس کی بیٹی کی تھیں تو اس کا مہر بکریوں کی چرانے کی صورت میں واضح ہے اور اگر آپ کے والد صاحب کی تھیں تو اس طرح کا معاملہ کرنا بالغہ کی رضامندی کے ساتھ جائز تھا۔[18]

شیخ مدین کون

حضرت موسیٰؑ اور شیخ مدین کے متعلق جو واقعات قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں، ان میں کسی بھی جگہ شیخ مدین کا نام نہیں بتایا گیا ہے۔ اس بارے میں مفسرین و مؤرخین کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

مشہور قول یہ ہے کہ صاحب مدین حضرت شعیبؑ ہیں۔ یہ قول حسن بصریؒ سے نقل کیا گیا ہے۔

دوسرے قول کے مطابق شیخ مدین کا نام یثرون تھا اور یہ حضرت شعیبؑ کے بھتیجے تھے اور تیسرے قول کے مطابق صاحب موسیٰؑ کا نام یثری تھا۔

چوتھے قول کے مطابق یہ شیخ حضرت شعیبؑ کی قوم کا مومن مرد تھا۔

پانچویں قول کے مطابق یہ شیخ نہ شعیبؑ کے بھتیجے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی خود شعیبؑ۔

شیخِ مدین کے نام کے بارے میں راجح قول یہی ہے کہ جیسا کہ نہ تو قرآن پاک نے ان کے نام کی تصریح کی ہے اور نہ ہی کسی صحیح روایت میں اس کا ذکر آیا ہے، اس لئے ہمیں بھی ان کے نام کے بارے میں سکوت اختیار کرنا چاہیئے۔ یہی طرزِ عمل جلیل القدر مفسرین کا ہے۔[19]

بائبل کی روشنی میں ہجرت مدین

جب حضرت موسیٰؑ علیہ السلام جوان ہوئے تو وہ اپنے بھائیوں کے پاس ملنے گئے۔ اس نے وہاں دیکھا کہ وہاں کے مصری لوگ ان پر انتہائی مشقت کرتے ہیں اور ان سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہاں پر ایک مصری عبرانی پر تشدد کر کے مار رہا ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی اور

جائزہ لے کر تسلی کی کہ کوئی دوسرا اسے دیکھ نہیں رہا ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس مصری کو مار کر وہاں ریت میں چھپا دیا۔ اگلے دن جب موسیٰؑ نے پھر دیکھا کہ دو عبرانی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ تو موسیٰؑ نے اس قصوروار سے کہا کہ آپ اپنے ساتھی کو کیوں مارتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ آپ کو کس نے ہم پر قاضی یا منصف مقرر کیا ہے؟ کیا آپ مجھے بھی اس مصری کی طرح ہلاک کرنا چاہتے ہو؟ موسیٰؑ خوف زدہ ہو گیا اور یہ سوچا کہ اب تو راز کھل گیا جب فرعون کو معلوم ہوا۔ تو اس نے یہ حکم دیدیا کہ موسیٰؑ کو گرفتار کر کے قتل کیا جائے۔ لیکن موسیٰؑ فرعون کے بادشاہی سے راہ فرار اختیار کر کے مدین چلے گئے۔ اس کا ذکر بائبل میں یوں ہوا ہے۔

"اتنے میں جب موسیٰؑ بڑا ہوا تو باہر اپنے بھائیوں کے پاس گیا۔۔۔۔ موسیٰؑ فرعون کے حضور سے بھاگ کر ملک مدیان میں جا بسا"[20]

جب حضرت موسیٰؑ مدین پہنچے تو وہاں ایک کنویں کے قریب بیٹھ گئے اور مدین کے کاہن کا نام یترو تھا اور اس کی سات (7) بیٹیاں تھیں وہ ساتوں بیٹیاں اپنے باپ کی بھیڑ، بکریوں کو پانی پلانے کے لیے پانی بھر کر گھڑوں میں ڈالنے لگیں لیکن گڈریوں نے آکر انہیں بھگایا۔ جو حضرت موسیٰؑ کو انتہائی ناگوار گزرا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اٹھ کر ان کی مدد کی اور ان کے بھیڑ بکریوں کے لیے پانی نکالا اور ان کے جانوروں کو پلایا۔

جب لڑکیاں معمول سے ہٹ کر جلد واپس آئیں، تو باپ نے جلدی آنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگیں کہ ایک مصری نے ہماری مدد کر کے ہم کو گڈریوں سے بچایا اور جانوروں کو پانی بھی پلایا۔

یترو نے کہا کہ اس آدمی کو بلا کر لے آئیں تا کہ اس کو کھانا کھلائیں۔ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کو بلائے جانے پر وہ یترو کے پاس آئے اور سارا قصہ سنایا تو یترو کے مطالبے پر موسیٰؑ یہاں رہنے کے لیے رضامند ہو گیا۔ تو یترو نے اپنی بیٹی صفورہ کی بھی اس سے شادی کرائی۔ اس کا ذکر بائبل میں یوں ہوا ہے:

"وہاں وہ ایک کنویں کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اجنبی ملک میں مسافر ہوں"۔[21]

انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق قبطی کی حادثاتی موت کے بعد موسیٰؑ علیہ السلام مدین کی طرف ہجرت پر مجبور ہو گئے جہاں وہ مدین میں موجود ایک بزرگ یترو کے ہاں پناہ گزین ہوئے۔ بزرگ نے اپنی بیٹی نکاح میں دیدی۔ اور وہاں گلہ بانی کا پیشہ بطورِ معاش اختیار کیا۔[22]

تقابلی و علمی جائزہ:

قرآنِ مجید اور بائبل میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ پیش آمدہ واقعات میں فی الجملہ اشتراک پایا جاتا ہے، جیسے مصری کا قتل، حضرت موسیٰؑ کا مدین چلے جانا، وہاں لڑکیوں کی بھیڑ بکریوں کو پانی پلانا، لڑکیوں کے باپ کا حضرت موسیٰؑ کو اپنے پاس بلانا اور پھر حضرت موسیٰؑ کی نکاح میں اپنی بیٹی دینا وغیرہ۔ البتہ ان واقعات کی تفصیلات میں اختلاف ہے۔ چنانچہ درجہ ذیل تفاصیل میں قرآن پاک بائبل کے بیان سے اتفاق نہیں کرتا۔

- قرآنی تعلیمات کی روشنی میں حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا مصری کو قتل کرنا مظلوم سے ظلم دفع کرنے کے ارادہ سے ایک مکا مارا تھا۔ اُن کا ارادہ ہر گز مصری کو قتل کرنا نہیں تھا، جیسا کہ انہوں نے مصری کے قتل کو شیطان کی طرف منسوب کیا ہے اور انتہائی لجاجت سے اللہ تعالیٰ سے توبہ اور دعا کی ہے۔ جبکہ بائبل کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصری کو قتل کرنا قصداً و ارادۃً تھا۔ اور اس پر دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادھر ادھر دیکھنا (کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے) اور ریت میں چھپانا ہے۔[23]
- قرآنِ پاک کی تصریح کے مطابق دوسرے دن جھگڑا کرنے والوں میں سے ایک مصری اور دوسرا عبرانی تھا جبکہ بائبل کے مطابق دونوں عبرانی (قبطی) تھے۔[24]
- قرآنی تعلیمات کی رو سے حضرت موسیٰؑ کے پاس مرد مؤمن آیا اور عرض کی کہ قوم کے رؤساء آپ کے قتل کا مشورہ کرتے ہیں۔[25] اور مصر سے نکلنے کا مشورہ دیا۔ جبکہ بائبل کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سوچ کر ڈر گئے کہ اب تو راز فاش ہو گیا تو فرعون سے ڈر کر موسیٰ علیہ السلام مدیان بھاگ گئے۔[26]
- قرآنی تعلیمات کے مطابق جب حضرت موسیٰؑ مدین پہنچے تو وہاں اس نے دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی (بکریوں) کو روکے کھڑی ہیں اور دوسرے لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ اور یہ لڑکیاں چرواہوں کے اپنی بکریاں واپس لے جانے تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتی تھیں۔ جبکہ بائبل کی رو سے جب کاہن کی بیٹیاں اپنی بھیڑ بکریوں کو پلانے کے لیے گھڑوں میں پانی ڈالنے لگیں تو گڈریوں نے آکر ان کو بھگایا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ان حالات کو دیکھا تو ان کی مدد کر کے ان کے مویشیوں کو پانی پلایا۔[27]

قرآن کریم کی رو سے عورتوں کی تعداد دو تھی جبکہ بائبل میں شیخ مدین کے سات بیٹیوں کا ذکر ہوا ہے اور ہمارے مفسرین میں سے ابن کثیرؒ نے اس کی تردید کی ہے کہ سات بیٹیوں کا ہونا باطل ہے اس لیے کہ

قرآن مجید میں دو بیٹیوں کا ذکر ہوا ہے۔ لیکن اس میں یہ تطبیق ممکن ہے کہ مدیان کے کاہن کی کل سات بیٹیاں ہوں اور دو بیٹیاں جانوروں کو پانی پلانے کے لیے آئی ہوں۔

- قرآنی تعلیمات میں صاحب مدین کا نام صراحۃً مذکور نہیں۔ اور عامۃ الناس میں مشہور یہ ہے کہ صاحب مدین حضرت شعیب علیہ السلام ہیں لیکن راجح قول اس کے نام کے بارے میں سکوت کا ہے جبکہ بائبل کے روشنی میں صاحب مدین کا نام یترو(28) ہیں۔ اور اسی خروج میں موسیٰؑ کے خسر کا نام رعوایل[29] اور گنتی میں اس کا نام حوباب(30) مذکور ہیں۔ اس طرح بائبل کے اپنے بیان میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔

حوالہ جات

[1]۔ قصص القرآن، ج1، ص286۔

[2]۔ القرآن الکریم، القصص، 14۔17۔

[3]۔ القرآن الکریم، القصص، 14۔17۔

[4]۔ حقانی، عبد الحق، تفسیر فتح المنان، تفسیر حقانی، میر محمد کتب خانہ، کراچی، ج3، ص487۔

[5]۔ تفسیر ماجدی، ص801۔

[6]۔ القرآن الکریم، القصص، 18-20۔

[7]۔ خان غلام اللہ، تفسیر جواہر القرآن، کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکٹ راولپنڈی، ج2، ص856۔

[8]۔ معارف القرآن، ج6، ص624۔

[9]۔ تفسیر ماجدی، ص801۔

[10]۔ الٰہی، محمد عاشق، انوار البیان، دار الاشاعت کراچی، 2006، ج4، ص232۔

[11]۔ القرآن الکریم، القصص، 23، 24۔

[12]۔ القرآن الکریم، القصص، 23، 24۔

[13]۔ القرآن الکریم، القصص، 23۔

[14]۔ سواتی، عبد الحمید، معالم العرفان فی دروس القرآن، مکتبہ دروس القرآن، گجرانوالہ ج14، ص 523-525۔

[15]۔سورۃ القصص: 25-28۔

[16]۔تفسیر جواہر القرآن، ج2، ص858 ۔

[17]۔المراغی، احمد مصطفیٰ، تفسیر المراغی، شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ بمصر،1365ھ، ج20، ص52 ۔

[18]۔تفسیر ماجدی، ص804 ۔

[19]۔قصص القرآن، ج1، ص 294-295 ۔

[20]۔کتاب مقدس، خروج،2: 11۔15۔

[21]۔کتاب مقدس،خروج،2: 16- 22۔

[22]۔The New Encyclopedia Britannica, Vol 8,"Moses".

[23]۔کتاب مقدس،خروج،2: 12۔

[24]۔کتاب مقدس،خروج،2۔

[25]۔القران الکریم،القصص،20۔

[26]۔کتاب مقدس،خروج،2: 14۔15۔

[27]۔کتاب مقدس،خروج،2: 16۔17۔

[28]۔کتاب مقدس،خروج،3: 1/ 4: 18/ 18: 1۔2۔

[29] کتاب مقدس،خروج،2: 29۔

[30]۔کتاب مقدس، گنتی،10: 29۔